

اگر ہم اسلام کا معاشی نظام قوم کے سامنے پیش کر دیں تو پھر یہ لوگ کہیں بھی سرِ شہنشاہ کا نام نہ لے سکیں گے۔ درو کا علاج اسلام میں مل جائے تو اردوں کے پاس بٹانے کی کیا ضرورت

ہماری جماعت
کو نسا نظام
چاہتی ہے

علماء حق کا فریضہ اور مقام دعوت و عزیمت

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قاسم جمعیت العلماء اسلام

ارشاد کیا کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ہمیشہ دورہ پشاور کے دوران دارالعلوم حقانہ تشریف لائے نمازِ ظہر کے بعد دارالعلوم کی مسجد میں خطاب فرمایا۔ اس سے قبل ربیع الاول میں بھی ایک سفر کے دوران حضرت مفتی صاحب نے اپنی ایک تقریر میں علماء حق کے فرائض اور جمعیت کے معاشی اور تعلیمی پروگرام پر روشنی ڈالی تھی۔ ہم آج کی فرصت میں علماء اور اہل علم کے فرائض سے متعلق ان ہر دو تقریروں کا کچھ حصہ پیش کر رہے ہیں جمعیت کے معاشی پروگرام سے متعلق تقاریر کا حصہ اہل علم کے غور و فکر کیلئے پھر کسی فرصت میں پیش کیا جائے گا۔

ادارہ



میرے طالب علم بھائیو! میں آج اس عظیم دینی درسگاہ میں آپ سے ملاقات کر رہا ہوں، یہ دارالعلوم دارالعلوم حقانہ ہم سب مسلمانوں کا ایک مشترکہ دینی سرایہ ہے، اللہ تعالیٰ اس مدرسہ اور سب مدارس دینیہ کو ترقی عطا فرمائے، یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت فرماتے ہیں، تقسیم کے بعد دینی علوم کی حفاظت کا نظر بظاہر مصائب کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس پر دین کی حفاظت ہو جاتی۔ ملک تقسیم ہوا، دارالعلوم دیوبند سہارن پور، دہلی کے بڑے بڑے درسگاہ وہاں رہ گئے، اور پاکستان میں ایک بھی بڑا مدرسہ نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ حفاظت کے مطابق ان علاقوں میں یہ مدارس عربیہ قائم ہوئے، اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں جو بڑے بڑے مدارس موجود ہیں ان میں سرِ فہرست دارالعلوم حقانہ نے اکابر کی

سرپرستی کے تحت بالغوص شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ العالی کے اہتمام میں بہت جلد ترقی کی اور آج یہ ایک باغ ہے جس کا پھل سارے ملک بلکہ بیرون ملک افغانستان و ایران میں لوگ کھاتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں، میں آپ کو اس عظیم دینی ادارہ میں علم حاصل کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ ایک صحیح اور علماء حق و مسلک اہل سنت سے وابستہ ادارہ میں اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ ہم جو یہاں آتے ہیں تو اسے اپنا گھر سمجھ کر۔ اور اپنے گھر میں انسان ہر وقت آتا ہے۔

علماء حق کا فریضہ | اس وقت میں یقیناً بہت تھکا ہوں، مگر دل چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ کچھ باتیں کروں۔ بھائیو! آپ اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں آئے تو آپ کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہے کہ دینی علوم حاصل کریں کیونکہ اس وقت آپ پر تمام عہدے اور منصب بند ہیں، فراغت کے بعد تمہیں اس ملک میں نہ جج کی کرسی ملے گی، نہ قاضی و مفتی کا کوئی مقام حاصل ہوگا، پچھلے زمانہ میں علماء کو ہر قسم کے عہدے اور منصب حاصل تھے، تو بعض طلبہ کی نیت اچھی اور بعض کی بری ہو سکتی تھی، اور یہ تقسیم نیت کی بنیاد پر شاید وہاں صحیح ہو سکتی کہ: انما الاعمال بالنیات۔ الخ مگر اس وقت میرا یقین ہے کہ شاید ایک طالب العلم بھی اس مدرسہ میں ایسا نہ ہو جسکی نیت تحصیل علم سے حصول دنیا ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص جو تحصیل علم میں لگا ہے، جس سے صرف رمضان الہی حاصل ہو سکتی ہے، پھر بھی وہ اسے دنیاوی اغراض کیلئے حاصل کرے، ایسے شخص پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہوگی۔ مگر آپ تو دینی اغراض سب منعقد ہو گئے ہیں، مگر آپ یہ سمجھ لیں کہ اس زمانہ میں دین پر ایک بڑا تنگ اور سخت وقت آیا ہے۔ دین پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ ملحدین، یورپ کے مستشرقین اور اسباب اقتدار و حقیقت سب دین پر حملہ آور ہو رہے ہیں، آج دین مجرد اور مظلوم ہے اور امداد کے لئے مسلمانوں کو پکار پکار کر بلا رہا ہے، تو دین کی امداد تو سب کو کرنی ہے، مگر طلباء و علماء دین کا خاص طور سے فریضہ ہے کہ دین کی حمایت کریں اور اس راہ میں نقصان کو نقصان نہ سمجھیں کیونکہ ہم دین کے نام پر کھاتے ہیں دین کی خدمت کے نام پر ہماری ساری آمدنی ہمارے گھروں میں بسنے والوں کے جسم کا کپڑا اور لباس دین کے نام پر ہے کہ اس خدمت کی وجہ سے ہمیں حاصل ہوتا ہے، حتیٰ کہ یہ لوگ جو ہماری عزت و احترام کرتے ہیں یہ بھی دین کی وجہ سے ہے ایک عالم، اجنبی اور نابالغ کسی گاؤں پہنچ جائے اور ان لوگوں کو صرف یہ معلوم ہو کہ یہ عالم دین ہے تو اس کا احترام اور مہمانی محض دین کی وجہ سے ہوتی ہے، تو ایسے لوگوں کا تو فرض ہے کہ دین کی حمایت و حفاظت میں اپنی جان تک قربان کر دیں، تو اگر آپ نے بعد از فراغت دین کی خدمت نہ کی اور تمام فتنوں اور ملحدین کے مقابلہ میں سینہ سپر نہ ہوئے تو یاد رکھیے کہ تم نے نہ صرف دنیا بلکہ آخرت

بھی ضائع اور برباد کر دی اور یہ زندگی کچھ زندگی نہیں جب مرنا یقینی ہے تو جرموت دین کی حمایت میں آجائے شہادت کی موت ہے اور ہزار درجہ گھر کی چار پائی پر مرنے سے بہتر ہے تو آج مضبوط عزم اور قلب سے ملے کر لو کہ ہمارے سامنے سوائے دین کی حفاظت کے اور کچھ نہ ہوگا۔

مقام دعوت و عزیمت | آج تمام طور پر ایک تاثر ہے علماء اور عوام دونوں میں کہ تقویٰ اور تقدس طہارت اور بزرگی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان گھریا جگر اور مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرے، کسی سے کام نہیں، سیاست میں دخل نہیں دیتا، ایک کونے میں بیٹھا ہوا ہے۔ لیکن میں آپ سے یہ کہوں گا کہ بزرگی و حقیقت اتباع سنت کا نام ہے، نبی کریم علیہ السلام کی زندگی پر کسی نے عمل کیا وہی طریقے اختیار کئے تو یہی بزرگی ہے، اب دیکھئے کہ ہمارے حضور صرف حجرہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔؟ یہ بالکل صحیح ہے کہ آپ اللہ کی عبادت کرتے تھے، رات بھر کھڑے رہتے یہاں تک کہ حتیٰ تو روتے قند ماہ دم مبارک سو جھجھ جاتے، پاؤں پھٹ جاتے، سجدہ میں پڑے رہتے اور سجدہ میں اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ (اقرب ما یكون العبد الى ربه فی السجود۔۔۔) یہ بالکل صحیح ہے مگر نبی کریم اس کے ساتھ ساتھ بدر کے مقام پر فوجوں کے کمانڈر بھی تھے، غزوہ احد میں تمام ساتھیوں کو خاص خاص مقامات پر متعین کیا اور ایک بڑا سے بڑا فوجی ماہر اس سے بہتر مقامات کا تعین نہیں کر سکتا برو حضورؐ نے فرمایا۔

حضورؐ کفار کا مقابلہ بھی کرتے تھے، ان کے دندوں سے بھی ملتے تھے، قیصر روم وغیرہ کو سفراء بھی بھیجتے تھے، دجیہ کے ہاتھ مختصر پیغام بھیجا اَسْلِمَ نَسْلِح۔ اگر اطاعت قبول نہ کی تو پچنا مشکل ہے، حضورؐ کے بڑی بڑی حکومتوں سے تعلقات بھی تھے، صحابہ کرام سے امور ملی میں مشورے بھی فرماتے، عشاء کے بعد حضرت صدیقؓ کے ساتھ خصوصی مشورے تمام مسلمانوں کے نظم کے سلسلہ میں لیا کرتے، حضرت عمرؓ بھی ساتھ ہوتے، ان تمام امور کا کنٹرول کرنا اور صالح نظام ملک میں قائم کرنا ملک سے مفاسد، الحاد و زندقہ بے دین کے ہر نظام کا مقابلہ اور اُسے شکست دینا یہ بھی حضورؐ کا کام رہا۔ اب اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے تو فاسق ہے کہ اس نے فرض چھوڑ دیا، یہی شخص جو نماز روزہ حج کی پرواہ نہ کرے اور جہاد کرتا رہے، اور ایمانی جذبہ کی بیداری میں کئی تحریکوں میں ایسے لوگ میدان جہاد میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ مگر اعمال صالحہ میں کمزور ہوتے ہیں مگر نظام عبادات کے تارک ہونے کی وجہ سے وہ شخص فاسق ہے۔ اسی طرح ایک شخص نماز روزہ حج کرتا ہے، تہجد گزار بھی ہے مگر باطل نظام بے یقینی کی اشاعت اور باطل کی قوت دیکھتا ہے،

مگر اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نہ اترے اور ہر عالم جبکہ اس پر تو فرض مین ہوتا ہے، فرض کفایہ نہیں ہے دینی کی رفتار جتنی تیز ہو اس کا مقابلہ بھی اسی تیزی سے ہونا چاہئے مگر یہ شخص اس سے بے پرواہ ہو بدن میں رگوں میں حرکت نہ آئے گویا سرسبے غیرت ہو جائے کہ دین کی شکست اور بے دینی کی اشاعت پر بھی اس میں حرارت نہیں آتی۔ تو ایسا غازی بھی جو تارک فرض (امر بالمعروف ہے) ہے، اسی طرح ناستی ہے، جس طرح وہ غازی جو جہاد کرتا تھا، مگر نماز روزہ نہیں پڑھتا تھا، کیا فرق ہے ایک فرض اُسنے اور ایک فرض اس نے ترک کیا۔ یہ نالکھ ہے کہ پوری اتباعِ سنت نہ ہو اور دل میں نور آجائے، دلالتِ حاصل ہو، یہ نور نہیں ظلمت ہے، یہ استدراج ہے، توصافِ سقری بات تو یہ ہے کہ اہل علم سوچ لیں کہ اگر باطل کا نظام ختم نہ کیا اور مجرد دل میں بیٹھے رہے تو اس سے جنت حاصل نہ ہو سکے گی۔ ۴۱ حَسْبُكُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمُ (الایۃ) یہ دنیا امتحان کی ہے، محنت اور کوشش کرنی ہے۔ آرام سے بیٹھنے سے جنت نہیں ملے گی، ہر بے دین کا مقابلہ کر دو گے، میدان میں نکل آؤ۔ پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ اُس ناستی شخص کو تارکِ عبادات ہے مگر جہاد کرتا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کو کچھ نہ کچھ احساسِ اپنی بے دینی کا ہو جائے اور آخری وقت میں نماز روزہ کی کمی محسوس کرے، توبہ کرے اور اللہ بخشنے لے مگر اہل علم تو اس گھنڈ میں ہوتے ہیں کہ ہم تو دن بھر عبادت میں مشغول ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں، یہ تو جنت میں ایسے لئے خیمے گاڑے ہوئے دیکھتا ہے۔ تو اسے اس کوتاہی کا شعور اور کمی کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ توبہ توبہ تو بے توبہ مر جائے گا، اودہ دوسرا شخص جنت میں پہنچ جائے گا۔ دوسری بات یہ عرض

کرنی ہے کہ اس وقت جمعیت العلماء

اکابر علماء کی وہ جانشین

جماعت ہے جسے

صاحبِ ہونوئے

کی قیادت

یہ چاہتی ہے کہ اس

ملک میں اسلام کا جامع نظام سیاسی ہو یا معاشی، قانونی ہو یا معاشرتی تمام نظام اس ملک میں اسلام کے اصولوں پر جاری کر دیا جائے، مگر بعض لوگ ان علماء کو بدنام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سوشلزم کے حامی ہیں۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ علماء کی یہ جماعت اسلام کے سوا ہر ازم، ہر نظریہ، اودہ ہر گروہ پر

میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ علماء کی یہ جماعت اسلام کے سوا ہر ازم، ہر نظریہ، اودہ ہر گروہ پر لعنت کہتی ہے۔

حضرت مولانا در خواستی

اسلاف ہیں۔ یا ان جیسے دیگر اکابر

حاصل ہے اس جماعت کا مقصد صرف اسلام ہے۔

عنت کہتی ہے، علماء کا مطالبہ اسلام کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ جماعت اس ملک میں یہی چاہتی ہے کہ دین کا نظام اس ملک میں قائم ہو، اللہ کا کلمہ بلند ہو۔۔۔

ان حالات میں جمعیتہ العلماء اسلام نے یہ محسوس کیا کہ سوشلزم کے نعرے جو درحقیقت اس وقت تک غلط اور ظالمانہ نظام کے ردِ عمل کا نتیجہ ہے کہ بعض لوگوں نے مزدور اور غریب و کسان کے نام پر تحریک شروع کی، مزدور کی غربت اور اضطراب سے ناگاہ اٹھاتے ہوئے انہیں اپنے جھنڈے تلے جمع کرنا چاہا کہ آئیے بڑے سرمایہ دار اور باگیر داروں سے چھین کر تمہیں زمین کا رخسانے سب دیدیں گے، تمہیں بڑی بڑی تنخواہیں دیں گے۔ غریبوں کے دلوں میں بعض آقاؤں کے خلاف جذبہ تو ضرور موجود ہے۔ ملازم اور مزدور سے ہوتا ہے، اخلاقی لحاظ سے کہ ملازم آقا کے برتن

میں پانی نہ پی سکے۔ اس بستر،

کرسی اور
پیار پائی
پر اسکا

سوشلزم، سرمایہ دارانہ نظام کا ظالمانہ ردِ عمل اور ایک فریب ہے، خود غرض لوگ غریبوں سے غلط ناگاہ اٹھا کر انہیں جمع کر لیتے ہیں۔

بلٹھنا حرام ہو۔ الغرض ایسا سلوک

توحیدانہ سے بھی نہیں ہو سکتا ہے۔۔۔ تو ایسے لوگوں میں سرمایہ دار آقاؤں کے خلاف جو جذبہ موجود ہے خود غرض اسی جذبے سے غلط ناگاہ اٹھا کر انہیں جمع کر لیتے ہیں۔ یہی سوشلزم ہے۔ اسلام میں موجودہ مروجہ سرمایہ داری نظام اور ناجائز زر اندوزی کی گنجائش نہیں، حدیث میں ہے کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اگر اللہ نے انہیں تمہارے ماتحتوں میں دیدیا تو ان کے ساتھ کھانے پینے پہننے میں وہی سلوک کرو جو اپنے ساتھ کرتے ہو اور ایسے کام ان کے سپرد نہ کرو جنہیں غریب نہ کر سکیں۔ یہ لوگ امانت دار بھی ہوتے ہیں اور اخلاق میں بھی اونچے مگر ان کا جسم یہ ہے کہ یہ غریب ہیں۔۔۔ لیکن اگر ہم اسلام کا معاشی نظام قوم کے سامنے پیش کر دیں تو چہرہ لوگ کبھی سوشلزم کا نام نہ لے سکیں گے، جب درد کا علاج اسلام میں مل جائے تو اردوں کے پاس انہیں جانے کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ راولپنڈی (رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ) ممتاز عالم دین ہیں، احباب اور اعزہ کے اصرار پر انگلینڈ کے تبلیغی مہفر پر تشریف لگئے ہیں۔ الحق اپنے برطانیہ کے قارئین، احباب اور دیگر واقفین و متعلقین دارالعلوم حقانیہ سے توقع رکھتا ہے کہ مولانا موسوف کا پوری گہموشی سے زیرِ مقدم کریں گے اور ان کے فیوضات سے نوازہ سے نوازہ استفادہ حاصل کریں گے۔